بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۞ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل

خطبہ نمبر ۵۱ھ

تار کا پتہ: الفضل لاہور
ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

لاہور

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
ماہوار ۲½ "

فی پرچہ ۱ ر

یوم سہ شنبہ

۲۴ ربیع الاول ۱۳۷۱ھ

جلد ۳۹/۵ | ۲۵ فتح ۱۳۳۰ ہش - ۲۵ دسمبر ۱۹۵۱ء | نمبر ۲۹۶

زائرین کا قافلہ قادیان روانہ ہوگیا

لاہور ۲۴ دسمبر۔ آج سہ پہر زائرین کا قافلہ مکرم جناب شیخ بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی زیر قیادت واہگہ کے راستے سلسلۂ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان روانہ ہوگیا۔ قافلہ ایک نہایت رقت آمیز اجتماعی دعا کے بعد خدا تعالیٰ کی تحمید و تمجید کرتا ہوا اڑھائی بجے کے قریب رتن باغ سے چلا اور ساڑھے چار بجے سہ پہر کے قریب واہگہ کے مقام پر سرحد عبور کر کے مشرقی پنجاب کی حدود میں شامل ہوا۔ قافلہ انشاء اللہ تعالیٰ ۳۱ دسمبر کو واپس لاہور پہنچیگا۔

خطبہ جمعہ نمبر ۵۱ھ

تم اپنے مقام کو پہچانو اور جلسہ سالانہ کے ایام ذکر الٰہی میں خرچ کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۱ دسمبر ۱۹۵۱ء بمقام ربوہ
مرتبہ مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

مجھے نزلہ و زکام اور گلے میں درد کی شکایت ہے جس کی وجہ سے میں زیادہ لمبا خطبہ نہیں پڑھ سکتا۔ اسی مجبوری کی وجہ سے آج میں صرف چند کلمات بیان کر دینا چاہتا ہوں تا اس طرح گلے کی حفاظت ہو جائے۔ اور میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اس قابل ہو جاؤں کہ تقاریر کر سکوں۔ میں نے جماعت کو بارہا اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ ہمارے

جلسہ سالانہ کے ایام

ایک دینی عبادت کا رنگ رکھتے ہیں۔ اس لئے ان ایام کو زیادہ سے زیادہ ذکر الٰہی اور عبادت میں صرف کرنا چاہیئے۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ میں جماعت کو سالہا سال سے اسی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ اس پر پوری طرح عمل نہیں ہو رہا۔ بعض لوگ جلسہ کے دوران میں بازار میں پھرتے رہتے ہیں۔ یا دوکانوں پر بیٹھ کر باتیں کرتے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ جلسہ سالانہ سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ پہلے پہلے یہ بات ان لوگوں کی وجہ سے تھی۔ جو غیر احمدیوں میں سے جلسہ سالانہ میں شامل ہوتے تھے۔ وہ جلسہ کے مقام کے قریب جمع ہو کر باتیں کرتے رہتے تھے۔ یا دوکانوں پر بیٹھے باتیں کرتے رہتے تھے۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ آہستہ آہستہ جماعت کے کمزور طبقہ نے بھی اسی عادت کو اختیار کر لیا اور ہر ایک نے اپنی اپنی جگہ یہ سمجھا کہ جو لوگ یہ حرکت کر رہے ہیں وہ اچھے اور مخلص لوگ ہیں۔ حالانکہ وہ غیر احمدی تھے۔ اور جب تک انہیں ہدایت نہیں ملتی۔ ہمارا جلسہ سالانہ ان کے لئے میلہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ انہوں نے میلہ سمجھ کر یہ بات کی۔ اور جماعت کے کمزور طبقہ نے انہیں مخلص سمجھ کر یہ بات کی۔ پھر ان سے زیادہ مخلص لوگوں نے انہیں مخلص سمجھ کر یہ بات کی۔ اب یہ مرض زیادہ ہوگیا ہے۔ اور جلسہ سالانہ پر آنے والوں کا دس یا پندرہ فی صدی حصہ ایسا ہوتا ہے۔ جو جلسہ سالانہ سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ اسکی ذمہ دار ہمارے دوکاندار بھی ہیں جو چند پیسوں کی خاطر اس عظیم الشان موقعہ کو اپنے ہاتھ سے ضائع کر دیتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ اگرچہ مکہ میں دین کی حالت بہت خراب ہو چکی ہے۔ لیکن وہاں یہ بات ۱۳۰۰ سال سے محفوظ چلی آئی ہے۔ کہ نمازوں کے وقت سارے کے سارے لوگ نماز کی طرف بھاگ پڑتے ہیں۔ خانہ کعبہ میں تو سب لوگ نہیں آتے۔ وہ زاویوں میں آ جاتے ہیں۔ یہ خوبی ان میں ایسی پائی جاتی ہے۔ کہ ان پر رشک آتا ہے۔ کہ تیرہ سو سال تک انہوں نے عبادت کے مقام کی اہمیت کو نہیں بھلایا۔ جو لالچ ہمارے دوکانداروں کو ہے۔ وہی لالچ انہیں بھی ہے۔ جو فائدے ہمارے دوکانداروں کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ وہی فائدے انہیں بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ لیکن جونہی اذانیں ہوتی ہیں۔ لوگ مسجد کی طرف بھاگے آتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ اذان سنتے ہی سارے کے سارے لوگ مسجد میں آ جاتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو مسجد میں نہیں آتے۔ لیکن اکثر لوگ جو نظر ہر کمزور نظر آتے ہیں۔ ان کی کمزوری کی بھی کوئی نہ کوئی وجہ ہوتی ہے۔ میں نے وہاں دیکھا۔ کہ نماز کے وقت

ایک دوکاندار

اپنی دوکان کے دروازے بند کر کے اندر بیٹھا رہتا تھا۔ ہم بھی چونکہ دوسرے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اس لئے ہمیں بھی اس وقت گریزاں ہونا پڑتا۔ تا کہ خواہ مخواہ جھگڑے کی کوئی صورت پیدا نہ ہو جائے ہم ادھر ادھر بیٹھ جاتے۔ اور جب دوسرے لوگ نماز پڑھ لیتے۔ ہم اپنی نماز ادا کر لیتے۔ ہم نے وہ دوکان دیکھی۔ تو خیال کیا۔ یہ اچھا موقعہ ہے۔ وہاں بیٹھ کر ہم بھی یہ وقت گزار لیں۔ چنانچہ ہم اس کے پاس چلے گئے۔ بظاہر وہ دیندار معلوم ہوتا تھا۔ ہم نے اس سے سوال کیا۔ کہ ہم تو مجبور ہیں۔ ہم یہاں اس لئے بیٹھے ہیں۔ کہ یہ لوگ نماز ختم کر لیں۔ اور ہم ان کے بعد نماز پڑھ لیں گے۔ لیکن تم یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ نماز میں شریک کیوں نہیں ہوتے۔ اس نے کہا میری بھی وہی وجہ ہے۔ جو آپ کی ہے میں نام سے حنبلی ہوں لیکن اصل میں وہابی۔ مجھے ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے کراہت آتی ہے۔ کیونکہ ان میں شرعی نقائص ہوتے ہیں۔ چنانچہ میں دروازے بند کر کے بیٹھا رہتا ہوں۔ جب یہ لوگ نماز ختم کر لیتے ہیں۔ تو میں نماز پڑھ لیتا ہوں۔ گویا جنہیں ہم کمزور خیال کرتے تھے۔ جب تحقیقات کی تو معلوم ہوا۔ کہ ان کی کمزوری بھی کوئی دینی وجہ تھی۔ گویا اتنے تنزل کے بعد بھی اس شہر کے لوگوں نے یہ خوبیاں اپنے اندر قائم رکھیں۔ جو ہمارے دوکانداروں کو لے بڑی

قابل شرم بات

ہے۔ انہیں بھی پیسہ کی ضرورت ہے۔ پیسہ کمانے کے مواقع ان کے لئے بھی ہیں۔ مگر وہ دین کے لئے قربانی کرتے ہیں۔ سیدھی بات ہے۔ کہ جسے ضرورت ہے۔ وہ ضرور چائے پیئے گا۔ اور جب اس نے چائے ضرور پینی ہے۔ تو وہ اس وقت تک انتظار کرے گا۔ جب تک تم نماز پڑھ کے واپس نہیں آتے۔ پس یہ بات عقل کے بھی خلاف ہے۔ کہ دوکانداری کی وجہ سے نماز باجماعت ادا نہ کی جائے۔ اس بات کے ذمہ دار جہاں دوکاندار ہیں۔ وہاں ایک حد تک اسکی ذمہ داری باہر سے آنے والوں پر بھی ہے۔ اس لئے میں دونوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم اپنے مقام کو پہچانو۔ ان دنوں کی اہمیت کو پہچانو۔ اپنی ذمہ داریوں کو پہچانو۔ اور یہ دن

ذکر الٰہی

میں خرچ کرو۔ اور لغویت سے بچو۔ اور نہ صرف تم خود یہ ایام ذکر الٰہی میں خرچ کرو۔ بلکہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی سمجھاؤ۔ کہ بے شک تم ہمارے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ ہمارے ساتھ مل کر ذکر الٰہی نہ کرو۔ لیکن نماز پڑھنا اور ذکر الٰہی کرنا تو تمہارے عقیدہ کے لحاظ سے بھی ضروری ہے۔ اس لئے تم بھی ان ایام کو عبادت اور ذکر الٰہی میں صرف کرو۔

خطبہ ثانیہ

میں حضور نے فرمایا۔

میں نماز کے بعد کچھ جنازے پڑھاؤں گا۔ اس ہفتہ میں

(باقی صفحہ ۸ پر)

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

اسلامی خلافت کا نظریہ

کوئی خلیفہ برحق معزول نہیں ہو سکتا

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے ربوہ

عزل خلفاء کے مسئلہ پر حضرت میاں صاحب نے اپنے مندرجہ ذیل مقالہ میں جو روشنی ڈالی ہے وہ انہی کا حصّہ ہے۔ آپ نے سہل ممتنع انداز میں اس مسئلہ کو قرآن کریم۔ احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حوالوں سے اچھی طرح واضح فرما دیا ہے۔ اس کے متعلق دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ البتہ مضمون کے آخری حصہ میں جو آپ نے خلافت کی مدت کے مسئلہ کے متعلق فرمایا ہے وہ اتنا واضح نہیں ہے جتنا کہ چاہیئے تھا۔ اصل میں یہ ایک جداگانہ مسئلہ ہے اور اس کا یہاں ذکر ضمناً آ گیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ حضرت میاں صاحب اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالیں گے۔ (ایڈیٹر)

کچھ عرصہ ہوا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اخبار الرحمت لاہور کے ایک مضمون کی بناء پر الفضل میں یہ اعلان فرمایا تھا کہ اسلام اور احمدیت کی تعلیم کے مطابق کوئی خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا۔ یہ اعلان نہایت برمحل اور وقت کی ضرورت کے عین مطابق تھا۔ کیونکہ بدقسمتی سے اس وقت بعض ایسے احمدی نوجوان بھی اس مسئلہ میں ٹھوکر کھا رہے تھے جنہوں نے ایک طرف تو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔ ... حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خلافت کا ابتدائی زمانہ دیکھا ہے جبکہ یہ مسئلہ پوری طرح زیر بحث آ کر قطعی طور پر حل ہو چکا تھا۔ اور دوسری طرف وہ اس معاملہ میں قرآن و حدیث کی تعلیم اور خلفاء راشدین کے اقوال و حالات سے بھی اچھی طرح واقف نہیں اور چند سنی سنائی باتوں سے زیادہ علم نہیں رکھتے اور تیسری طرف وہ موجودہ زمانہ کے جمہوری ماحول سے غلط طور پر متاثر ہو کر خلیفہ کو بھی نعوذ باللہ ایک ایسا لیڈر سمجھنے لگ گئے ہیں جو لوگوں کے بنانے سے بنتا اور لوگوں کے گرانے سے گر سکتا ہے۔ پس الحمد للہ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس اعلان نے وقت کی ایک نہایت اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔

لیکن جیسا کہ ایسے معاملات میں قاعدہ ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس اعلان نے بعض دوستوں کے دل میں بعض ضمنی سوالات پیدا کر دیئے ہیں اور وہ اعتراض کے طور پر نہیں بلکہ **لیطمئن قلبی** کے اصول کے ماتحت ان سوالات کے متعلق اسلام اور احمدیت کی تعلیم اور تاریخی واقعات کی روشنی میں تسلی چاہتے ہیں۔ یہ مسئلہ چونکہ نہایت اہم ہونے کے علاوہ بہت سی شاخوں پر مشتمل ہے۔ اس لئے میں انشاء اللہ اس کے متعلق کچھ عرصہ تک ایک تحقیقی مضمون لکھنے کی کوشش کروں گا۔ فی الحال نہایت اختصار کے ساتھ صرف اس قدر بتانا چاہتا ہوں کہ اس بات میں کیا حکمت ہے کہ ایک دفعہ باقاعدہ منتخب ہونے کے بعد کوئی خلیفہ بعد میں کبھی معزول نہیں ہو سکتا۔ سوال کرنے [illegible] لوگوں کی کثرت رائے سے ہی ایک شخص خلیفہ منتخب ہوتا ہے اور اسلامی تعلیم بھی یہی ہے کہ مومنوں کی کثرت رائے سے خلیفہ منتخب ہو تو پھر کیا وجہ ہے کہ اگر بعد میں لوگوں کی کثرت رائے کسی خلیفہ کے معزول کرنے پر متفق ہو جائے تو وہ اسے معزول کرنے کے حقدار نہ سمجھے جائیں؟ جو ہاتھ کسی چیز کو بناتا ہے وہ اسے توڑنے پر بھی قادر ہونا چاہیئے اور پھر یہ بھی ایک مسلم حقیقت ہے کہ انسان کے حالات میں تبدیلی بھی ہوتی رہتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آج ایک شخص کو خلافت کا اہل سمجھ کر خلیفہ منتخب کیا جائے لیکن کچھ عرصہ کے بعد وہ کسی وجہ سے اس اہلیت کو کھو بیٹھے تو اس صورت میں مومنوں کی جماعت کو تبدیل شدہ حالات میں اپنے سابقہ فیصلہ کو بدلنے کا حق ہونا چاہیئے۔ یہ وہ سوال ہے جو منجملہ دوسرے سوالوں کے بعض لوگوں کے دل میں پیدا ہو رہا ہے اور گو وہ اجمالی رنگ میں یقین رکھتے ہیں کہ جس طرح حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اس سے قبل حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بار بار وضاحت فرما چکے ہیں وہی صحیح اور درست ہے مگر وہ اپنے اطمینان قلب کیلئے اس حکم کی حکمت اور اس نظریہ کا فلسفہ جاننے کے متمنی ہیں کہ جس زبان جو کسی خلیفہ کو منتخب کرنے میں کھلی رکھی گئی ہے وہ حالات کے تبدیل ہونے پر اس کے معزول کرنے کے سوال میں کیوں بند رہے؟

اس سوال کا مختصر اور دو حرفی جواب تو اس قدر کافی ہے۔ کہ یہ بات ہرگز درست نہیں۔ کہ خلیفہ محض لوگوں کی رائے سے منتخب ہوتا ہے۔ اگر حقیقت یہی ہوتی۔ کہ لوگ خود خلیفہ بناتے ہیں۔ تو پھر بیشک ایک حد تک سوال کرنے والوں کا یہ شبہ درست سمجھا جا سکتا تھا۔ کہ جو ہاتھ ایک چیز کو بناتے ہیں۔ وہ حسب ضرورت اسے توڑ بھی سکتے ہیں۔ مگر جیسا کہ میں ابھی ثابت کروں گا۔ حقیقت اس سے بالکل مختلف ہے۔ اور یہ دعویٰ کسی طرح صحیح ثابت نہیں ہوتا۔ کہ خلافت حقہ ایک محض انسانی نظام ہے۔ جو لوگوں کے ہاتھ سے وجود میں آتا ہے۔ اور اس کا قیام ان کی خوشی اور مرضی پر موقوف ہے۔ پس جبکہ یہ دعویٰ ہی باطل ہے۔ تو اس دعویٰ کا وہ نتیجہ جو بعض خام خیال لوگ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کس طرح درست سمجھا جا سکتا ہے؟

حق یہ ہے کہ خلافت حقہ ایک نہایت عجیب و غریب روحانی نظام ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر اور خاص تصرف کے ماتحت قائم ہوتا ہے۔ اور گو اس میں نبوت کے قیام کی طرح خدا تعالیٰ اپنی وحی جلی کو کام میں لا کر منظر عام پر نہیں آتا۔ مگر اسکی وحی خفی یعنی اس کی تقدیر خاص کی مخفی تاریں مومنوں کے قلوب پر تصرف کر کے ان کی رائے کو اس شخص کی طرف جسے خدا تعالیٰ خلیفہ بنانا چاہتا ہے۔ اس طرح مائل کر دیتی ہے۔ کہ وہ منظور ایزدی شخص کے سوا کسی اور کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ یہ حقیقت اسلام اور احمدیت کی تعلیم اور اسلام اور احمدیت کی تاریخ سے اس وضاحت کے ساتھ ثابت ہے۔ کہ کوئی دانا شخص جو غور اور تدبر کا مادہ رکھتا ہے۔ اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ قرآن اور حدیث اور خلفائے راشدین کے اقوال و حالات اور پھر اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور آپؑ کے بعد حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات سب کے سب بلا استثناء اس حقیقت کے گواہ اور شاہد ہیں۔ کہ گو خلفاء کے انتخاب میں بظاہر مومنوں کی زبان چلتی ہے۔ مگر حقیقتاً تصرف خدا تعالیٰ کا ہوتا ہے۔ اور ایک نبی یا سابقہ خلیفہ کی وفات پر آسمانی چرواہے کا مخفی عصا مومن بھیڑوں کو جو اس وقت انتشار کی حالت میں ہوتی ہیں۔ گھیر گھیر کر ایک محفوظ احاطہ میں جمع کر دیتا ہے۔

سب سے پہلے میں قرآن مجید کو لیتا ہوں۔ جو خدائے علیم و حکیم کا کلام اور ہمارے نظام روحانی کا مرکزی نقطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بارہ مختلف مقامات پر خلافت کا ذکر فرمایا ہے۔ ان میں سے بعض میں قومی خلافت مراد ہے۔ اور بعض میں انفرادی خلافت مراد ہے۔ اور بعض میں مخلوط مضمون ہے۔ پھر انفرادی خلافت میں سے بعض جگہ مامور خلیفہ مراد ہے۔ اور بعض جگہ غیر مامور خلیفہ مراد ہے۔ مگر ان سب مقامات میں بلا استثناء ہر جگہ خدا تعالیٰ نے خلافت کو خواہ وہ کسی قسم کی ہے۔ خود اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اگر کسی شخص کو شوق ہو۔ تو سورہ **بقرہ** آیت ۳۱ اور سورۃ **انعام** آیت ۱۳۴ اور پھر سورہ **انعام** آیت ۱۶۶ اور سورہ **اعراف** آیت ۷۰ اور پھر سورہ **اعراف** آیت ۱۳۰ اور سورہ **یونس** آیت ۱۵ اور پھر سورہ **یونس** آیت ۷۴ اور سورہ **ہود** آیت ۵۸ اور سورہ **نور** آیت ۵۶ اور سورہ **نمل** آیت ۶۳ اور سورۃ **فاطر** آیت ۴۰ اور بالآخر سورہ **ص** آیت ۲۷ کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ میں اس جگہ نمونہ کے طور پر صرف تین آیتوں کے اندراج پر اکتفا کرتا ہوں۔ نسل انسانی میں انفرادی خلافت کے آغاز کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

> اذ قال ربّک للملٰئکۃ انی
> جاعل فی الارض خلیفۃ
>
> (سورہ بقرہ)

"یعنی اے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس نظارہ کو یاد کر جبکہ تیرے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ

(باقی صفحہ ۳ پر)

ربوہ میں رہائشی مکان کا پہلا افتتاح

از مکرم زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ

ملک صاحب خان نون ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر نے اپنے مکان کے افتتاح کی تقریب پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور دیگر احباب کو مدعو کیا۔ دعوت عصرانہ کا انتظام بھی کیا گیا۔ حضور ایدہ اللہ نے معہ احباب دعا فرمائی۔ ربوہ میں اس قسم کی یہ پہلی تقریب ہے۔ ملک صاحب موصوف کا اکلوتا چھوٹا بچہ بھی دعوت پر حضور کے ساتھ شریک تھا۔ اللہ تعالیٰ اس بچے کو لمبی با سعادت عمر دے اور سلسلہ کا مخلص خادم بنائے۔ آمین۔

میں اس دنیا میں آسمانی ہدایت کا آغاز ایک شخص کو خلیفہ بنا کر کرنے لگا ہوں"۔ پھر اس کے بعد بنی اسرائیل کی انفرادی خلافت کے وسطی نقطہ کے متعلق فرماتا ہے کہ:۔

یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض (سورۃ ص)

"یعنی اے داؤد ہم نے تجھے ملک میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے"۔

اور بالآخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں انفرادی اور قومی خلافت کے متعلق مخلوط طور پر اصولی رنگ میں فرماتا ہے کہ:۔

وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امناً۔ (سورۃ نور)

"یعنے اے مسلمانو! اللہ تعالےٰ وعدہ کرتا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے کہ وہ ضرور ضرور انہیں دنیا میں خلیفہ بنائے گا جس طرح کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور وہ ان کے ذریعہ اس دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے دنیا میں مضبوط اور مستحکم کر دے گا اور ان کی خوف کی حالت کو امن سے بدل دے گا"۔

اس آیت میں جو آیت استخلاف کہلاتی ہے اور قرآن کریم کی اہم ترین آیات میں سے ہے چوٹی کے مومنوں کے لئے انفرادی خلافت کا اور عام مسلمانوں کے لئے قومی خلافت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "شہادت القرآن" میں اپنی خداداد خلافت کے متعلق اور رسالہ الوصیت میں حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے متعلق اسی قرآنی آیت سے استدلال فرمایا ہے اور یہی حال دوسری قرآنی آیات کا ہے جن میں بلا استثناء ہر جگہ خدا تعالےٰ نے خلفاء کے تقرر کو لازماً خود اپنی طرف منسوب کیا ہے جو اس بات کا قطعی اور یقینی ثبوت ہے کہ خلافت کے معاملہ کو خواہ وہ انفرادی ہے یا قومی خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔

اگر اس جگہ کسی شخص کو یہ اعتراض پیدا ہو کہ خدا تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں ضلالت اور گمراہی تک کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اور خلافت کی کوئی خصوصیت نہیں تو یہ ایک جہالت کا اعتراض ہوگا۔ کیونکہ خلافت ایک اعلےٰ درجہ کا انعام اور اکرام ہے اور گمراہی ایک انتہا درجہ کی بدبختی اور محرومی ہے۔ پس خداتعالیٰ کی طرف ان دونوں چیزوں کی نسبت کبھی بھی ایک رنگ میں نہیں سمجھی جا سکتی اور حق یہی ہے کہ جہاں خلافت کا انعام خدا کی مشیت اور خوشنودی کے اظہار کے لئے خدا کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہاں ضلالت اور گمراہی کی نسبت صرف اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہے کہ کسی شخص کا گمراہ ہونا خداتعالیٰ کے اس قانون کے ماتحت ہے کہ اس نے انسان کو صاحبِ اختیار بنایا ہے کہ چاہے تو ہدایت پر قائم ہو جائے اور چاہے تو گمراہی کا رستہ لے لے۔ اسی لئے قرآن شریف نے دوسری جگہ صراحت فرمائی ہے کہ گو گمراہ ہونے والے لوگ بھی خدائی قانون کے ماتحت ہی گمراہ ہوتے ہیں مگر ان کے گمراہ ہونے کی ذمہ داری خود ان پر ہے کیونکہ صرف وہی لوگ گمراہ ہوتے ہیں جو خود دیدہ دانستہ بدی کا رستہ اختیار کرتے ہیں۔ بہرحال یہ غیر معمولی حقیقت کہ قرآن شریف میں بارہ جگہ خلافت کا ذکر آیا ہے اور ان سب میں بلا استثناء خداتعالیٰ نے ہر قسم کی خلافت کو خود اپنی طرف منسوب کیا ہے اس بات کا قطعی اور یقینی ثبوت ہے کہ خلیفہ گری کی تاریں صرف خداتعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور انسان اس میدان میں ایک آلہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

دوسرا نمبر حدیث کا ہے سو وہ بھی قرآن کی طرح اس بات کی برملا شہادت دے رہی ہے کہ خلیفہ خداتعالیٰ بناتا ہے۔ میں اس جگہ صرف دو حوالوں پر اکتفا کروں گا۔ بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت آتی ہے کہ:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ لقد ہممت ان ارسل الی ابی بکر حتی اکتب کتاباً فاعہد ان یتمنی المتمنون ویقول قائل انا اولیٰ ثم قلت یابی اللہ ویدفع المؤمنون۔ (بخاری)

"یعنی حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض موت میں مجھ سے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ ابوبکرؓ کو بلا کر ان کے حق میں خلافت کی تحریر لکھ جاؤں تاکہ میرے بعد دوسرے لوگ خلافت کی تمنا میں کھڑے نہ ہو جائیں اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں ابوبکرؓ کی نسبت خلافت کا زیادہ حقدار ہوں۔ مگر پھر میں نے اس خیال سے یہ ارادہ ترک کر دیا کہ خدا تعالےٰ ابوبکرؓ کے سوا کسی اور شخص کی خلافت پر راضی نہ ہوگا۔ اور نہ ہی مومنوں کی جماعت کسی اور کو قبول کرے گی"۔

یہ لطیف حدیث اسلامی خلافت کے فلسفہ کا حقیقی نچوڑ پیش کرتی ہے۔ کیونکہ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ گو بظاہر ایک غیر مامور خلیفہ کا انتخاب لوگ کرتے ہیں مگر درحقیقت اس کے انتخاب میں خداتعالیٰ کی تقدیر کام کر رہی ہوتی ہے اور خداتعالیٰ اپنے خاص الخاص تصرف سے لوگوں کے دلوں اور ان کی زبانوں کو خلافت کے اہل شخص کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ گویا آجکل کی سیاسی اصطلاح کے مطابق کہہ سکتے ہیں کہ اس معاملہ میں خداتعالےٰ پس پردہ رہ کر اپنی مخفی تاروں کے ذریعہ وائر پلر (Wirepuller) کا کام کرتا ہے یعنی گو بظاہر لوگوں کی زبان بولتی ہے مگر حقیقتاً تصرف خداتعالیٰ کا چلتا ہے اور "وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے"

پھر ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ:۔

لعل اللہ یقمصک قمیصاً فان ارادک المنافقون علی خلعہ فلا تخلعہ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

"یعنی اے عثمان خداتعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے گا۔ مگر بعض منافق لوگ اسے اتارنا چاہیں گے لیکن تم اسے ہرگز نہ اتارنا"۔

یہ حدیث بھی اس مسئلہ میں نہایت واضح اور صاف ہے۔ کیونکہ اس میں ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم نہایت قطعی اور غیر مشکوک الفاظ میں خلافت کے تقرر کو خداتعالیٰ کی طرف اور عزل کی کوشش کو لوگوں کی طرف بلکہ لوگوں میں سے بھی منافقوں کی طرف منسوب فرماتے ہیں اور پھر یہ بھی ایک مسلّم حقیقت ہے کہ نہ صرف خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بلکہ بلا استثناء تمام عالم اسلامی نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ اس حدیث میں حضرت عثمانؓ کی خلافت اور بعد میں بعض لوگوں کی طرف سے ان کے عزل کی کوشش کی طرف اشارہ ہے۔ بلکہ ایک دوسری روایت میں یہاں تک ذکر آتا ہے کہ جب بلوائیوں نے جمع ہو کر حضرت عثمانؓ کو خلافت سے دستبردار ہونے کے لئے کہا اور اس مطالبہ پر دھمکی کے رنگ میں زور دیا تو انہوں نے اسی حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑی جرأت کے ساتھ فرمایا کہ:۔

لا اخلع سربالاً سربلنیہ اللہ

"یعنی میں اس قبا کو ہرگز نہیں اتاروں گا جو خداتعالیٰ نے مجھے پہنائی ہے"۔

اور پھر اس اسی سالہ بوڑھے مگر باغیرت اور بہادر خلیفہ برحق نے بلوائیوں کے ظلم کا شکار بن کر اپنی جان دے دی مگر اس مقدس قمیص کے دامن کو نہیں چھوڑا جو خداتعالیٰ نے اس کے کندھوں پر ڈالی تھی۔

اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بروزِ جمالی اور مثیلِ مثالی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ آتا ہے۔ آپ کی تحریرات اور ارشادات بھی اس معاملہ میں روز روشن کی طرح واضح ہیں مگر میں اس جگہ صرف دو حوالوں پر اکتفا کروں گا۔ فرماتے ہیں:۔

"جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا میں ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اسے مٹاتا ہے اور پھر گویا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ استحکام ہوتا ہے"۔

(الحکم مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

دوسری جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانوں کی طرح ہو گئے تب خداتعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا کہ ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امناً۔ یعنی خوف کے بعد ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا ...... اور ایسا ہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا ....

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خداتعالےٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے ...... سو اب ممکن نہیں کہ خداتعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے ......

میں خداتعالیٰ کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے"۔

(رسالہ الوصیت)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان حوالوں سے ثابت ہے کہ نہ صرف یہ کہ خلیفہ خداتعالیٰ بناتا ہے اور ہر مامور کے وقت میں خداتعالیٰ کی یہی سنت رہی ہے بلکہ یہ بھی کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت (اور اسی اصل کے ماتحت حضرت عمرؓ اور دوسرے خلفاء کی خلافت بھی) سورۃ نور کی آیت استخلاف کے ماتحت تھی اور پھر ان حوالوں سے یہ بات بھی قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی خلفاء کا سلسلہ چلے گا جنہیں خداتعالیٰ خود قائم فرمائے گا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف لکھا ہے کہ:۔ "بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے"۔

اس کے بعد حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا جبکہ بعض خام خیالوں نے اس زمانہ کے جمہوری اور دستوری نظاموں سے متاثر ہو کر اور روحانی اور مادی نظاموں کے فرق کو بالکل نظر انداز کرتے ہوئے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اعتراض کرنے شروع کئے اور آپ کے عزل کی سکیمیں بنائیں اس پر حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے جو ارشادات فرمائے ان میں سے بعض ملاحظہ ہوں۔ فرماتے ہیں:۔

"سن لو کہ نہ مجھے کسی انسان نے اور نہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی کچھ قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا (چادر) مجھ سے چھین لے"۔

(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

پھر فرماتے ہیں کہ :-

"مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے۔ تو خدا نے بنایا ہے۔ اور اپنے مصالح سے بنایا ہے۔ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی .... اگر خدا تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا تو وہ مجھے موت دے دیگا۔ تم اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کرو۔ تم معزولی کی طاقت نہیں رکھتے ...... جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا ہے۔" (الحکم ۲۱ جنوری ۱۹۱۴ء)

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے یہ حوالے جو اسی قسم کے بیسیوں حوالوں میں سے صرف نمونہ کے طور پر درج کئے گئے ہیں۔ کتنے واضح اور کتنے زور دار ہیں! اور پھر اس مرکزی نکتہ کے علاوہ کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ ان حوالوں میں یہ لطیف نکتہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ اگر بالفرض کسی خلیفہ کے متعلق خدا تعالیٰ یہ دیکھے کہ وہ جسمانی کمزوری کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے خلافت کے فرائض کے قابل نہیں رہا۔ تو وہ اسے خود وفات دیکر اس دنیا سے اٹھا لیتا ہے۔ لیکن کسی صورت میں اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ لوگ اس کے بنائے ہوئے خلیفہ کو معزول کریں۔ اور نہ ایسی معزولی کا کسی کو اختیار ہے۔

اس کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا زمانہ آتا ہے۔ سو اس زمانہ کے تعلق میں یہ بات تو معروف اور مسلم ہی ہے۔ کہ اس خلافت کے آغاز میں غیر مبایعین کا فتنہ ہی یہ تھا۔ کہ وہ خلافت کو اڑانا چاہتے تھے۔ اور کم از کم اسے ایک معمولی رسمی سی امامت کا رنگ دیکر انجمن کے ماتحت رکھنا چاہتے تھے۔ اور اسی بناء پر یہ لوگ جماعت سے کٹ گئے۔ اس لئے اس زمانہ کے تعلق میں زیادہ حوالوں کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے اس آخری اعلان پر اکتفا کرتا ہوں۔ جو اخبار "الرحمت" کے مضمون کے جواب میں حضور نے ابھی ابھی شائع فرمایا ہے حضور فرماتے ہیں :-

"اگر خلیفہ اسلام میں معزول ہو سکتا ہے۔ تو یقیناً حضرت علی رضؓ مجرم ہیں۔ کیونکہ ان کی اپنی جماعت کے ایک حصہ نے کہہ دیا تھا۔ کہ ہم آپ کو خلافت سے معزول سمجھتے ہیں۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار میان سے نکالی۔ اور ہزارہا خارجیوں کو قتل کر کے رکھدیا ...... حضرت عثمان رضؓ سے بھی باغیوں کا یہی مطالبہ تھا۔ کہ آپ خلافت چھوڑ دیں ...... لیکن انہوں نے اپنی جان قربانی کے لئے پیش کر دی۔ اور عزل کا عقیدہ رکھنے والوں کا منہ کالا کر دیا ...... پھر ہمارے زمانہ میں آکر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی یہ سوال اٹھا۔ اور آپ نے فرمایا۔ تم کون ہوتے ہو مجھے معزول کرنے والے۔"

(الفضل مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۵۱ء)

کیا ان واضح اور بین حوالہ جات کے ہوتے ہوئے جو قرآن اور حدیث کی نصوصِ صریحہ اور خلفائے راشدین رضؓ کے اقوال وحالات سے لیکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ارشادات تک مسلسل پھیلے ہوئے ہیں۔ اور بلا استثناء ایک ہی ٹھوس حقیقت اور ایک ہی روشن تعلیم کے حامل ہیں۔ کوئی دانا شخص اس بات میں ایک سیکنڈ کے لئے بھی شبہ کر سکتا ہے کہ خلافت ایک روحانی نظام ہے۔ جو صرف خدا کے حکم سے قائم ہوتا ہے۔ اور خلیفہ ایک دینی امام ہے۔ جو صرف خدا کے بنانے سے بنتا ہے؟ تو جب خلافت کا قیام خدا کے خاص حکم سے ہوتا ہے۔ تو پھر اس کے عزل کا اختیار لوگوں کے ہاتھ میں کیسے سمجھا جا سکتا ہے۔ بنائے تو ایک چیز کو خدا اور بنائے بھی اپنی خاص سکیم اور خاص تقدیر اور خاص تصرف کے ساتھ مگر اس کے توڑنے کا اختیار لوگوں کو حاصل ہو۔ یہ اندھیر خدائی قانون اور خدائی حکومت میں کبھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر کسی شخص کو یہ شبہ گذرے۔ کہ نبی بھی تو خدا بناتا ہے۔ اور اپنی وحی جلی کے ذریعہ براہِ راست حکم دے کر بناتا ہے۔ لیکن پھر بھی لوگ نبیوں کو دکھ دیتے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ انہیں قتل تک کر دیتے ہیں۔ اور انجیل سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قتل ثابت ہے۔ اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم بھی سچے خلیفہ ہونے کے باوجود شہید ہوئے تھے۔ تو یہ شبہ سخت نادانی کا شبہ ہوگا۔ کیونکہ یہاں باغی بن کر کسی چیز کو مٹانے کا سوال نہیں۔ بلکہ خدائی قانون کے ماتحت جائز صورت میں مٹانے کا سوال ہے۔ پس جو شخص یا جو گروہ کسی سچے خلیفہ کے عزل کی کوشش کرے گا۔ وہ بھی خدائی قانون کا باغی سمجھا جائے گا۔ اور خواہ وہ اپنی مفسدانہ کوشش میں کامیاب ہو یا نہ ہو۔ وہ بہرحال ایک مجرم کی سزا پائیگا۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضؓ کے خلاف سر اٹھانے والوں اور ان کے عزل کی کوشش کرنے والوں کو منافق قرار دیا ہے۔ کیونکہ گو وہ ظاہر میں اسلام کا دم بھرتے تھے۔ مگر خدا کی نظر میں وہ منافق اور نظام اسلام کے دشمن تھے۔ اور اسی بنا پر قرآن شریف نے بھی خلفاء کے منکروں کو فاسق قرار دیا ہے۔ گویا بالفاظ دیگر خدا نے یہ فرمایا ہے کہ تم ہمارے نبی کو تو ماننے کا دعویٰ کرتے ہو۔ لیکن نبی کے کام کو چلانے اور جاری رکھنے کے لئے جو نظام ہم نے قائم کیا ہے۔ اس کا انکار کر کے ہماری بوئی ہوئی فصل کو تباہ کرنا چاہتے ہو! پس تم فاسق ہو۔ کہ زبان پر تو اسلام ہے۔ مگر تمہارے ہاتھ پاؤں اسلام کی جڑھیں کاٹنے کے درپے ہیں۔ فافہم وتدبر ولاتکن من الممترین۔

در اصل غور نہیں کیا گیا۔ ورنہ یہ بات بالکل آسانی کے ساتھ سمجھی جا سکتی ہے۔ کہ اصل سوال عزل کا نہیں۔ بلکہ اصل سوال خلافت کے تقرر اور قیام کا ہے۔ اور عزل کا سوال تقرر کے سوال کے تابع اور اس کی فرع اور شاخ ہے۔ عزل کیا ہے؟ ایک بنی ہوئی عمارت کو گرانے کا نام عزل ہے۔ تو کیا دنیا کے پردے پر کوئی ایسا عقل کا اندھا بھی ہو سکتا ہے جو اس بات کا علم حاصل کرنے کے بغیر ہی کسی عمارت کو گرانا شروع کر دے کہ یہ عمارت میری ہے یا کسی اور کی؟ یقیناً جو شخص کسی دوسرے کی عمارت کو مسمار کرنے کے درپے ہوگا۔ وہ مجرم بنیگا اور پکڑا جائیگا۔ اور یہاں تو کسی دوسرے فرد کی عمارت کا سوال نہیں۔ بلکہ حکومت کی عمارت اور خدا تعالیٰ کی عمارت کا سوال ہے۔ پس نادان بن کر عزل کے سوال کے پیچھے مت پڑو۔ بلکہ یہ دیکھو کہ خلافت قائم کس طرح ہوتی ہے۔ اگر اسلامی خلافت زمین و آسمان کے خالق و مالک کی بنائی ہوئی عمارت ہے۔ اور تم اس عمارت کو کھڑا کرنے میں محض ایک آلہ کی حیثیت رکھتے ہو۔ اور تقدیر خدا کی چلتی اور انتخاب خدا تعالیٰ کا ہوتا ہے۔ تو پھر اس قلعہ پر ہاتھ ڈالتے ہو۔ ڈرو کہ اس پر خدائی گارد کا پہرہ ہے۔ اور گو خدا کے مادی قانون کے ماتحت تم اس قلعہ کو نقصان پہنچانے میں وقتی طور پر کامیاب ہو جاؤ۔ مگر تم اس کے نتائج سے بچ نہیں سکتے۔ اور اس کا روحانی قانون تمہیں جلد یا بدیر کچل کر رکھ دیگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے کہ :-

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخِ مثمرم

بدقسمتی سے سارا دھوکا اس بات سے لگ رہا ہے۔ کہ دینی اماموں اور دنیوی لیڈروں کے فرق کو نہیں سمجھا گیا۔ اور سب کو ایک ہی قسم قرار دیکر اور ایک ہی قانون کے ماتحت لا کر فتویٰ لگا دیا گیا ہے کہ چونکہ دنیوی لیڈروں کا تقرر وقتی ہوتا ہے۔ اور حسب ضرورت انہیں معزول بھی کیا جا سکتا ہے۔ اسی لئے دینی مقتداؤں اور روحانی اماموں پر بھی یہی قانون جاری ہونا چاہیئے۔ حالانکہ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ دنیوی لیڈر جمہوری نظام کا حصہ ہوتا ہے۔ جس میں حکومت کا حق جمہور کی طرف سے ہو کر نیچے سے اوپر کو جاتا ہے۔ لیکن اس کے مقابل پر دینی امام خدا تعالیٰ کے روحانی نظام کا جزو ہوتا ہے۔ جس میں حکومت خدا کی طرف سے ہو کر اوپر سے نیچے کو اترتی ہے۔ پس ان دونوں کو ایک ہی قانون کے ماتحت لانا قیاس مع الفارق ہی نہیں بلکہ اول درجہ کی نادانی میں داخل ہے۔

علاوہ ازیں ایک مذہبی امام اور روحانی پیشوا نے لوگوں کے لئے محبت اور اخلاص کے جذبات کا مرکز بننا اور ان کے لئے دین کے میدان میں نمونہ پیش کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے بھی اس کے متعلق عزل کا سوال نہیں اٹھ سکتا۔ کیونکہ کوئی انسانی فطرت اس بات کو قبول نہیں کر سکتی۔ کہ مثلاً آج تو اس کی محبت کا مرکز زید کو مقرر کر کے اس کے واسطے زید کو نمونہ قرار دیا جائے اور کل کو زید کی زندگی میں ہی اسے کہا جائے کہ اب تمہارے لئے خالد نمونہ ہوگا۔ اور پرسوں خالد سے منہ موڑ کر بکر کو نمونہ بنا دیا جائے۔ یقیناً دین کے میدان میں یہ ایک کھیل کی صورت بن جائے گی۔ اور اسلام کا خدا کھیل سے بالا ہے۔ لیکن اس کے مقابل پر دنیوی لیڈروں کا تقرر چونکہ محض سیاسی مصالح کی بناء پر ہوتا ہے۔ اور ان کے متعلق محبت اور اخلاص کے جذبات کا کوئی سوال نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی ان کے لئے نمونہ بننے کی ضرورت سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے ان کے معاملہ میں حسب ضرورت عزل کا رستہ اختیار کرنے میں کوئی امر مانع نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس جگہ یہ ذکر بھی ضروری ہے۔ کہ خلفاء کے متعلق نمونہ بننے کا پہلو میرا تراشیدہ نہیں ہے۔ بلکہ خود سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء
الراشدین المھدیین۔
(ابوداؤد)

"یعنی اے مسلمانو تم پر میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت پر عمل کرنا واجب ہے۔ کیونکہ وہ ٹھیک رستہ پر چلنے والے اور ہدایت یافتہ لوگ ہوں گے۔"

یہ صحیح حدیث واضح الفاظ میں بتا رہی ہے۔ کہ خلفاء اپنے اپنے وقت میں اپنی جماعت کے لئے نمونہ کا کام دیتے ہیں پس ان کے متعلق عزل کا سوال بالکل خارج از بحث ہے۔

حق یہ ہے کہ جیسا کہ میں اوپر اشارہ کر چکا ہوں۔ خلافت نبوت ہی کی فرع اور اسی کی شاخ ہے۔ قدیم سے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت چلی آتی ہے۔ کہ جب وہ دنیا میں کوئی بڑی اصلاح کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کے لئے اپنے حکیمانہ انتخاب کے ماتحت کسی نبی کو اپنے الہام کے ذریعہ مبعوث کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

لیکن چونکہ بشریت کے لوازمات کے

ماتحت نبی کی عمر بہرحال محدود ہوتی ہے۔ اور اصلاح کا کام اور پھر اس کام کا استحکام لمبے عرصہ کا متقاضی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے۔ کہ نبی سے اُس کے کام کی تخم ریزی کرا کے اس کی تکمیل کے لئے نبی کے بعد خلافت کا سلسلہ چلاتا ہے۔ اور یہ سلسلہ اُس وقت تک جاری رہتا ہے۔ جب تک کہ خدا کے علم میں اس کام کی تکمیل نہ ہو جائے۔ نبوت اور خلافت کا یہ دَور ہر نبی کے زمانہ میں نظر آتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں اس کی بڑی لطیف تشریح فرمائی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے۔ اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا۔ ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہتا ہے۔ کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ ۔۔۔۔۔۔۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھا اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دیتا ہے اور جب وہ ہنسی۔ ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر خلفاء کے ذریعہ ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ جن کے ذریعہ وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے۔ اپنے کمال کو پہنچتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رض کے وقت میں ہوا۔"

(رسالہ الوصیت)

پس خلافت دراصل نبوت کے نظام کا تتمہ ہے۔ جسے انگریزی میں کرالری، Corollary، یا سپلیمنٹ، Supplement، کہتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے۔ کسی نبوت کا کام خلافت کے بغیر تکمیل کو نہیں پہنچتا تو جب صورت حال یہ ہے۔ تو خلیفہ کے متعلق یہ سمجھنا کہ وہ اپنی مرضی کی چیز ہے۔ کہ جب چاہا بنا لی اور جب چاہا توڑ دی۔ ایک طفلانہ خیال سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن سے بڑھ کر کوئی شخص دنیا کے پردہ پر رازدار حقائق روحانی نہیں گذرا فرماتے ہیں:۔

ماكانت نبوة قط الا تبعتها خلافة۔ (ابن عساکر)

"یعنی کبھی کوئی نبوت ایسی نہیں ہوئی کہ اس کے بعد خدا نے خلافت نہ قائم کی ہو۔"

پس خلافت کے متعلق عزل کا سوال دراصل نبوت کے جسم پر عمل جراحی کے مترادف ہے۔ کیونکہ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ انسان ایک ہی جسم کے آدھے دھڑ کو سلامت رکھ کر اُسی جسم کے دوسرے آدھے حصہ کو کاٹنے کی کوشش کرے۔ اور یہ کہنا کہ خلیفہ تو غلطی کر سکتا ہے۔ لیکن نبی غلطی نہیں کرتا۔ اس لئے خلیفہ کے عزل کی اجازت ہونی چاہیئے۔ ایک کوتاہ نظری کا شبہ ہوگا۔ کیونکہ گو بیشک درجہ میں بڑا فرق ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ بشر ہونے کے لحاظ سے نبی بھی اجتہادی غلطی کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ جب میرے پاس دو شخص اپنے حقوق کا مقدمہ لاتے ہیں۔ تو ہو سکتا ہے کہ میں ایسے شخص کے حق میں فیصلہ دیدوں۔ جو چرب زبان ہے۔ لیکن محق نہیں مگر میرے فیصلہ کی وجہ سے کوئی مال جھوٹے شخص کے لئے جائز نہیں ہو جائے گا۔ پس جب اجتہادی امور میں ایک نبی بھی غلطی کر سکتا ہے۔ تو یہ کہنا کس طرح جائز ہوگا۔ کہ چونکہ خلیفہ غلطی کر سکتا ہے۔ اس لئے اس کے عزل کی اجازت ہونی چاہیئے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ بے شک نبی اور غیر مامور خلیفہ کے مقام میں بڑا فرق ہے۔ نبی تابع ہے اور خلیفہ متبوع۔ نبی لازماً معصوم ہوتا ہے۔ اور خلیفہ ضروری نہیں کہ معصوم ہو۔ نبی براہِ راست الہام کے ذریعہ مبعوث ہوتا ہے اور خلیفہ کے تقرر میں گو اصل تقدیر خدا کی چلتی ہے مگر بظاہر لوگوں کے انتخاب کا بھی دخل ہوتا ہے نبی کی سنت دائمی ہوتی ہے۔ اور خلیفہ کی سنت اس کے زمانہ کے لئے محدود۔ لیکن بایں ہمہ وہ دونوں ایک ہی روحانی مشین کے کل پرزے ہیں۔ اور دونوں علیٰ قدرِ مراتب خدا کی رحمت اور قدرت کے سایہ میں پرورش پاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ خلفاء کو بھی ایسی غلطی سے بچاتا ہے۔ جو الٰہی جماعت کے لئے تباہ کن ہو۔ اس لئے صوفیاء نے لکھا ہے۔ کہ گو نبیوں کی طرح اولیاء اور خلفاء کو معصوم قرار نہیں دیا جا سکتا مگر وہ محفوظ ضرور ہوتے ہیں۔ یعنی وہ بحیثیت مجموعی خدا کی حفاظت کے نیچے ہوتے ہیں۔ اور خدا کا سایہ اُن کے سر پر رہتا ہے۔ پس اس جہت سے بھی خلفاء کے عزل کا سوال نہیں اٹھ سکتا۔ ان کے عزل کا ایک اور صرف ایک ہی رستہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں موت کے ذریعہ اپنے پاس بلا لے۔ اور موت خدا تعالیٰ کے حکم کے نیچے ہے۔ کیا اعتراض کرنے والے اتنی موٹی سی بات بھی نہیں سمجھ سکتے۔ کہ اگر دین خدا تعالیٰ کا ہے۔ تو اسے اپنے دین کی ان لوگوں سے بڑھ کر فکر ہونی چاہیئے؟

پھر کہا جاتا ہے کہ مگر باوجود اس کے کہ بظاہر خلفاء کا انتخاب لوگ کرتے ہیں۔ اس انتخاب کو خدا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ تو اگر لوگ کسی خلیفہ کے عزل کا فیصلہ کریں۔ تو ان کے اس فیصلہ کو بھی کیوں نہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ قرار دیا جائے؟ آخر جب خلیفہ کے تقرر کے معاملہ میں لوگوں کی آواز خدا تعالےٰ کی آواز بن جاتی ہے۔ تو خلیفہ کے عزل کے معاملہ میں بھی اس آواز کو کیوں نہ وہی رتبہ حاصل ہو؟ مگر یہ اعتراض بھی بالکل سطحی اور بودا ہے۔ کیونکہ ہم نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا۔ کہ لوگوں کی ہر بات خدا کی بات ہوتی ہے اور لوگوں کا ہر فیصلہ خدا کا فیصلہ سمجھا جانا چاہیئے۔ بلکہ ہم نے تو صرف یہ کہا ہے۔ کہ چونکہ خدا تعالےٰ خلافت کے تقرر کو اپنی طرف منسوب فرماتا ہے۔ اور صاف کہتا ہے۔ کہ خلیفہ میں بناتا ہوں۔ اس لئے لوگوں کی وہ آواز جو خلیفہ کے تقرر کے متعلق ہوگی۔ وہ خدا کی آواز قرار دی جائے گی۔ لیکن اس کے مقابل پر خدا تعالےٰ نے کسی جگہ یہ نہیں فرمایا۔ اور نہ اس کے رسول نے کہیں ایسا کہا ہے۔ کہ عزل کے متعلق بھی لوگوں کی آواز کو خدا تعالیٰ کی آواز سمجھو۔ اس لئے ایسی آواز کو ہرگز خدا تعالےٰ کی آواز نہیں سمجھا جائے گا۔ بلکہ عزل کے متعلق اسلام یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ اس کی کوشش کرنے والے باغی اور منافق ہیں۔ پس ان دو باتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اور کوئی دانا شخص انہیں ایک نہیں قرار دے سکتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا خوب فرماتے ہیں کہ

"خدا تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائیگا لیکن منافق لوگ اُسے اُتارنا چاہیں گے۔ مگر تم اسے ہرگز نہ اُتارنا"

کیا اس صریح ارشاد کے ہوتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ جس طرح خلیفہ کے تقرر کے متعلق لوگوں کی آواز کو خدا تعالیٰ کی آواز قرار دیا جاتا ہے۔ اسی طرح عزل کے متعلق بھی ان کی آواز کو خدا تعالےٰ کی آواز قرار دیا جائے؟ بات بالکل صاف اور واضح ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں بارہ جگہ خلافت کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان سے تعلق رکھنے والے ارشادات میں خلیفہ کے تقرر کو خدا تعالےٰ کا فعل قرار دیا ہے۔ اور حضرت عثمان والی حدیث میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں باتوں کو بالمقابل رکھ کر ایک کے تقرر کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور ان کے عزل کی کوشش کو منافقت کا فعل گردانا ہے۔ اور یہی تشریح خلافت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے۔ تو کیا ان واضح اور روشن حقائق کے ہوتے ہوئے کوئی مسلمان یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ کہ جس طرح خلیفہ کے تقرر کے معاملہ میں لوگوں کی آواز خدا تعالیٰ کی آواز سمجھی جاتی ہے۔ اسی طرح عزل کے معاملہ میں بھی لوگوں کی آواز کو خدا تعالیٰ کی آواز سمجھا جائے؟ ان دونوں باتوں میں دن اور رات اور نور اور ظلمت کا فرق ہے۔ اور کوئی عقلمند انسان انہیں ایک نہیں قرار دے سکتا۔

سوال کرنے والے لوگ یہ بھی پوچھتے ہیں۔ کہ کیا خلافت کا نظام دائمی ہے۔ یعنی کیا ایک نبی اور مامور کی وفات کے بعد یہ ضروری ہے۔ کہ اُس کی خلافت کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہے؟ اگر یہ سلسلہ دائمی ہے تو اسلام کا جمہوریت کا نظام تو گویا ختم ہو گیا۔ اس کے جواب میں اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ گو خلافت کا حکم دائمی ہے۔ یعنی جب بھی کوئی نبی مبعوث ہوگا۔ تو اس کے بعد لازماً خلافت آئے گی۔ مگر خلافت کا سلسلہ دائمی نہیں ہے۔ یعنی یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ ایک نبی کے بعد اُس کے خلفاء کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہے۔ بلکہ خلفاء کے سلسلہ کا زمانہ حالات اور ضرورت پر موقوف ہے۔ یعنی چونکہ خلافت نبوت کا تتمہ ہے اس لئے جب تک خدا تعالےٰ کسی نبی کے کام کی تکمیل اور اس کے بوئے ہوئے بیج کی حفاظت کے لئے خلافت کا سلسلہ ضروری خیال فرماتا ہے یہ سلسلہ قائم رہتا ہے۔ اور اس کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور پھر خلفاء کی جگہ ملوکیت یا بالفاظ دیگر جماعت اور قوم کا دور دورہ شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خلفاء کے متعلق فرماتے ہیں:۔

الخلافة ثلاثون عاما ثم يكون بعد ذالك الملك

(مسند احمد)

"یعنی میرے بعد خلفاء کا سلسلہ تیس سال رہے گا۔ اور اس کے بعد ملوکیت کا رنگ قائم ہو جائے گا۔"

اور اصولی رنگ میں فرماتے ہیں:۔

ماكانت نبوة قط الا تابعتها خلافة وما من خلافة الا تبعها ملك (ابن عساکر)

"یعنی کوئی نبوت ایسی نہیں گذری جس کے بعد خلافت نہ آئی ہو۔ اور کوئی خلافت ایسی نہیں ہوئی۔ جس کے بعد حکومت کا رنگ نہ قائم ہوا ہو۔"

ان احادیث سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خلافت کا زمانہ تیس سال قرار دیا ہے۔ اور تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ یہ زمانہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تک پورا ہو جاتا ہے جس کے بعد ملوکیت کا دور دورہ شروع ہو گیا۔ اور اوپر والی احادیث سے یہ بات بھی ثابت ہے۔ کہ یہی صورت ہر نبی کے زمانہ میں ہوتی ہے۔ کہ پہلے نبوت قائم ہوتی ہے اور اس کے بعد خلافت آتی ہے اور اس کے بعد ملوکیت یعنی بادشاہت اور حکومت کا رنگ شروع ہو جاتا ہے

... یہی ہے کہ کسی نبی کے بعد خلافت کا سلسلہ دائمی طور پر نہیں چلتا بلکہ صرف اسوقت تک چلتا ہے۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ نبوت کے کام کی تکمیل کے لئے ضروری خیال فرمائے اور قومی اور جماعتی تربیت کے لحاظ سے بھی یہی مناسب ہے کہ نبوت سے آغاز کر کے جو گویا خدا تعالیٰ کی براہ راست نگرانی کا زمانہ ہے۔ اور اس کے بعد خلافت وسطی زمانہ میں سے گذار کر جو گویا ایک مخلوط قسم کا رنگ رکھتا ہے بالآخر الٰہی جماعت کو خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے اور اس کی تربیت حاصل کرنے کے لئے آزاد کر دیا جائے۔ اس آخری زمانہ کو **ملک یا ملوکیت** کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس میں عرفی اصطلاح کے مطابق امیر اور بادشاہ اور وقتی صدر حکومت اور مجلس مشاورت وغیرہ سب قسم کے نظام شامل ہیں۔ اور بنو امیہ اور بنو عباس کے خلفاء سب اسی نوع میں داخل تھے۔ گو وہ غلط طور پر خلیفہ بھی کہلاتے رہے حقیقۃً اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ ایک نہایت عجیب و غریب دَور ہے۔ سب سے پہلے اور سب سے اول نمبر پر **نبوت** کا زمانہ ہے۔ جس میں گویا خدا تعالیٰ خود سامنے آکر ایک شخص کو اپنے براہ راست الہام اور حکم سے کھڑا کرتا ہے۔ اس کے بعد خلافت کا وسطی زمانہ آتا ہے۔ جس میں خدا نبوت کے زمانہ کی طرح خود براہ راست تو آگے نہیں آتا۔ مگر پس پردہ رہ کر لوگوں کے دلوں اور زبانوں پر ایسا تصرف فرماتا ہے کہ جس شخص کو خدا خلیفہ بنانا چاہتا ہے وہ اسی کے حق میں رائے دیتے ہیں۔ اور پھر اس کے بعد **ملوکیت** کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ جب خدا گویا پیچھے ہٹ کر جماعت اور قوم کو آزاد کر دیتا ہے کہ اب تم لوگ ابتدائی تربیت اور ابتدائی استحکام حاصل کر چکے ہو۔ سو آئندہ ہماری دی ہوئی تعلیم کے مطابق اپنے کاموں کو خود چلاؤ اور اپنے لئے ترقی کا رستہ کھولو۔ پس دراصل یہ تینوں دور اسلامی نظام کا حصہ ہیں اور قومی اصلاح اور قومی ترقی کے لئے ضروری اور لازمی۔ اس تشریح میں اس شبہ کا جواب بھی آجاتا ہے۔ جو بعض خام خیال لوگوں کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے کہ کیا اسلام کا نظام صرف تیس۳۰ سال میں ختم ہو کر رہ گیا؟ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اول تو تیس سال کا زمانہ بھی مقدس بانیٔ اسلام کی پیشگوئیوں کے مطابق تھا اور اسلئے وہ بھی اسلام کی صداقت کی دلیل تھا۔ اور دوسرے تیس سال میں اسلام کا نظام ختم نہیں ہوا۔ بلکہ اسلام کا ایک دور ختم ہو کر دوسرا دور شروع ہو گیا۔

اس جگہ سوال ہو سکتا ہے کہ کیا احمدیت میں بھی یہی صورت رونما ہو گی۔ سو جب احمدیت کا نظام اسلام کے نظام کی فرع اور اسی کا حصہ ہے تو اس میں کیا شبہ ہے کہ وہ بھی اسی الٰہی تقدیر کے تابع ہے جو اسلام کے متعلق عرش الوہیت سے جاری ہو چکی ہے۔ لیکن چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت جمالی ہے اور جمال چونکہ جلال کے مقابلہ پر زیادہ وقت لے کر اپنے کمال کو پہنچتا ہے۔ اسلئے یہ امید کی جاتی ہے کہ احمدیت میں خلافت کا زمانہ نسبتاً زیادہ دیر تک چلے گا۔ لیکن بہر حال یہ اٹل تقدیر ظاہر ہو کر رہے گی کہ کسی وقت احمدیت کی خلافت بھی ملوکیت کو جگہ دے کر پیچھے ہٹ جائے گی۔ بلکہ یہ خاکسار خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور بعض دوسرے مکاشفات کے ذریعہ اسباب کا علم رکھتا ہے کہ احمدیت میں ملوکیت کا دَور کب شروع ہو گا۔ لیکن ایسی باتوں کا برملا اظہار قبل از وقت مناسب نہیں ہوتا۔ اور آئندہ کی تقدیروں پر اخفا کا پردہ رہنا ہی سنت الٰہی ہے۔ ولا علم لنا الا ما علمنا اللہ العلیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔

بالآخر صرف اس سوال کا جواب دے کر اپنے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ اسلامی تعلیم کے مطابق سچے خلیفہ کی علامت کیا ہے اور یہ کس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ فلاں خلیفہ خداؐ کی طرف سے خلیفہ برحق ہے۔ اور فلاں شخص خلافت کی بجائے ملوکیت کی عبا پہن چکا ہے۔ سو اس کے متعلق میرے علم میں تین علامات مقرر ہیں۔ جن میں سے ایک تو ظاہری علامت ہے اور دو معنوی علامات ہیں۔ جو مطالعہ اور غور کے نتیجہ میں شناخت کی جاتی ہیں۔ ظاہری اور پہلی علامت تو یہ ہے کہ مومنوں کی جماعت کسی شخص کو کثرت رائے سے خلیفہ منتخب کرے۔ کیونکہ غیر مامور خلافت کے لئے یہ ضروری شرط ہے کہ خواہ حقیقی تقرر خدا کے ہاتھ میں ہوتا ہے لیکن ظاہر میں مومنوں کی کثرت رائے کام کرتی ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے تعلق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یابی اللہ ویدفع المومنون۔ "یعنی خدا تعالیٰ ابوبکرؓ کے سوا کسی اور کی خلافت پر راضی نہ ہوگا اور نہ ہی مومنوں کی جماعت کسی اور کے انتخاب کو قبول کرے گی" پس ہر غیر مامور خلیفہ کے متعلق اس ظاہری شرط کا پایا جانا ضروری ہے کہ وہ مومنوں کی اتفاق رائے یا کثرت رائے سے منتخب ہوا ہو۔ (سوائے اسکے کہ خاص حالات میں کوئی منتخب شدہ خلیفہ اپنے بعد کسی شخص کو خلیفہ مقرر کر جائے جس کے لئے علیحدہ استثنائی قانون مقرر ہے) دوسری علامت جو باطنی علامتوں میں سے ہونیکی وجہ سے کسی قدر غور اور مطالعہ چاہتی ہے۔ وہ ہے جو قرآن شریف نے آیت استخلاف میں بیان کی ہے یعنی:-

ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناً

"یعنی خدا تعالیٰ خلفاء کے ذریعہ ان کے دین کو تمکنت اور مضبوطی عطا کرے گا (اور ان کے ذریعہ جماعت کی) خوف کی حالت کو امن سے بدل دے گا۔"

ظاہر ہے کہ ہر نبی کی وفات پر اور نبی کے بعد ہر خلیفہ کی وفات پر جماعت میں ایک قسم کا زلزلہ وارد ہوتا ہے۔ اور جماعت کے لوگ بعض اندرونی اور بیرونی فتنوں کی وجہ سے جماعت کے مستقبل کے متعلق خوفزدہ ہو جاتے ہیں کہ اب کیا ہو گا ایسے وقت میں خدا کی یہ سنت ہے کہ وہ اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے ذریعہ انہیں اطمینان اور تمکنت عطا فرماتا اور ان کی خوف کی حالت کو امن سے بدل دیتا ہے۔ گویا خلافت کا درخت اپنے پھل سے بتا دیتا ہے کہ یہ پودا خدا کا لگایا ہوا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے سچے خلیفہ کی علامت کے متعلق سوال کیا۔ اور پوچھا کہ یہ کیونکر معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ نے کسی کو خلیفہ مقرر کیا ہے تو اس کے جواب میں آپ نے فرمایا:-

"خلافت کا نشان (قرآنی آیت) **ولیمکنن** میں دیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ جس کو خلیفہ بناتا ہے۔ اسکی مخالفت میں کون کھڑا ہو سکتا ہے؟ خدا تعالیٰ نے آدمؑ کو خلیفہ بنایا داؤدؑ کو خلیفہ بنایا۔ ابوبکرؓ و عمرؓ کو خلیفہ بنایا۔ اور اب نور الدینؓ کو خلیفہ بنایا۔ کوئی مخالفت کر کے دیکھ لے کہ کیا نتیجہ ہوتا ہے"

(بدر جلد ۱۳ نمبر ۲۲)

تیسری علامت سچے خلیفہ کی میرے ذوق کے مطابق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کسی نہ کسی صورت میں نبی پر یہ ظاہر فرما دیتا ہے کہ تیرے بعد فلاں فلاں اشخاص تیری بھیڑوں کے گلہ بان بنیں گے اور پھر لوگوں کی ہدایت کے لئے نبی اپنی تحریر و تقریر میں کسی نہ کسی طرح اس کی طرف اشارہ فرما دیتا ہے چنانچہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عثمانؓ کی خلافت کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صریح احادیث موجود ہیں۔ اور میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ثابت کر سکتا ہوں کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی خلافت کے متعلق بھی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال میں واضح اشارات پائے جاتے ہیں اور ان چاروں خلفاء کی مجموعی علامت کے طور پر وہ جامع روایت کافی و شافی ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خلافت راشدہ تیس سال تک رہے گی اور اسکے بعد ملوکیت شروع ہو جائے گی۔ سو غور کیا جائے تو یہ چاروں خلفاء کرام اپنے اپنے رنگ میں موعود تھے۔ اسکے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی خلافت کے بارہ میں تو واضح اور بین الہامات اور اشارات موجود ہی ہیں لیکن حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق بھی بعض اشارات ملتے ہیں۔ لیکن اس جگہ اس تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی یہ بھی سنت ہے کہ وہ اپنے نبی کے علاوہ بسا اوقات صالح مومنوں پر بھی خواب وغیرہ کے ذریعہ ہونے والے خلیفہ کے متعلق کچھ نہ کچھ انکشاف فرما دیتا ہے۔ اور یہ سب باتیں خلافت حقہ کی علامات میں داخل ہیں۔

اب میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس مضمون کے اس حصہ کو ختم کر چکا ہوں۔ جو اسوقت میرے مدنظر تھا اور اب آخر میں اپنے عزیزوں اور دوستوں سے صرف اسقدر کہنا چاہتا ہوں کہ کسی عمارت کا گرانا کوئی قابل تعریف کارنامہ نہیں۔ ہمارے دوستوں کو عمارتوں کے بنانے اور انہیں مستحکم کرنے اور سجانے کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ خالق فطرت نے انسان کا کام تعمیری مقرر کیا ہے نہ کہ تخریبی۔ اور خلافت تو حقیقۃً ایک بہت ہی بابرکت نظام ہے جو نبوت کے تکملہ کے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں قائم کیا جاتا ہے۔ پس اس کی قدر کرو۔ نبوت کا زمانہ تو گذر گیا اب خلافت کا زمانہ ہے اور اس کے بعد اپنے وقت پر ملوکیت کا زمانہ آئیگا مگر یاد رکھو کہ ہر دَور اپنے دائرہ کے لحاظ سے گذشتہ دور سے وسیع تر ہونے کے باوجود اپنے سابقہ دور کی نسبت بحیثیت مجموعی برکات میں کم تر ہوتا ہے۔ پس اس زمانہ کی قدر کرو کہ:-

"پھر خدا جانے کہ کب آئیں یہ دن اور یہ بہار"

غلطی ہر شخص سے ہو سکتی ہے۔ مگر دانا انسان دوسروں کی خوبیوں سے ان کی قدر و قیمت کو ناپتا ہے نہ کہ انکی کمزوریوں سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کئی موقعوں پر اپنی بعض غلطیوں کا ذکر کر کے تاسف کا اظہار کیا مگر اس سے ان کی قدر و قیمت میں کمی نہیں آئی بلکہ اضافہ ہی ہوا اور آج انکا نام فضاء اسلام میں نیّر نصف النہار کی طرح چمک رہا ہے۔ تم بھی خلافت احمدیت کے سنہری دَور میں سے گذر رہے ہو۔ پس اس زمانہ کی قدر کو پہچانو اور اپنے پیچھے آنیوالوں کے لئے نیک نمونہ چھوڑو تا کہ بعد کی نسلیں تمہیں محبت اور فخر کے ساتھ یاد کریں اور تمہیں احمدیت کے معماروں میں شمار کریں نہ کہ خانہ خرابوں میں۔ بس اسکے سوا میں اسوقت کچھ نہیں کہونگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو اور ہمارا حافظ و ناصر رہے اور ہمیں اس رستہ پر چلنے کی توفیق دے جو اس کی رضا کا اور ہماری سعادت کا رستہ ہے۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

نوٹ:- میں نے یہ مضمون بہت جلدی میں لکھا ہے اور ایسی حالت میں لکھا ہے کہ مجھے بعض دوسرے ہنگامی کاموں کی طرف بار بار توجہ دینی پڑتی تھی۔ اسلئے میں اس مضمون کی خاطر خواہ نظر ثانی نہیں کر سکا۔ لہذا اگر اس مضمون میں سہواً کوئی فروگذاشت ہو گئی ہو تو وہ انشاء اللہ کسی دوسرے مضمون میں درست کر دی جائے گی (خاکسار مرزا بشیر احمد ۲۹ ۱۲/۵۱)

جلسہ سالانہ کیلئے رضاکاروں کی ضرورت

مہمان نوازی حفاظتِ خاص اور پہرہ کے انتظام کیلئے اپنے نام پیش کریں

از حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ

احباب جماعت نے مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۵۱ء کے الفضل میں حضرت ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ ملاحظہ کیا ہوگا جس میں حضور نے باہر کی جماعتوں سے مہمان نوازی کے کام کے علاوہ صرف حفاظت کے کام کے لئے اڑھائی ہزار رضاکار طلب کئے ہیں۔ یہ تعداد بڑی آسانی سے مہیا ہو جائے گی۔ مگر ان رضاکاروں کا جلد سے جلد ربوہ پہنچنا ضروری ہے۔ نیز جہاں تک ممکن ہو۔ بذریعہ تار اس کی اطلاع دفتر مرکزیہ خدام الاحمدیہ ربوہ کو بھیجی جانی چاہیئے۔ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جائے کہ رضاکار ہر لحاظ سے اپنے کام کے اہل ہوں اور وہ شرائط پوری کرتے ہوں جن کا ذکر حضور نے فرمایا ہے۔ جس کے لئے حضور کا ارشاد حضور کے اپنے الفاظ میں پیش ہے اگر ایسے دوست بطور رضاکار اپنی خدمات پیش کر سکیں۔ جو پہلے بھی اس قسم کے کام کرتے رہے ہیں۔ تو کام زیادہ سہولت سے ہو سکے گا۔

"... اس کے ساتھ ہی ہمیں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مہمان نوازی کے فرائض انجام دینے والے کارکنان کی بھی ضرورت ہے۔ ان کا کام یہ ہوگا۔ کہ وہ آنے والے مہمانوں کو کھانا کھلائیں اور ان کی مہمان نوازی کریں ......"

"...... پس دوستوں کو میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کریں۔ اور باہر کی جماعتوں سے بھی خواہش کرتا ہوں کہ وہ بھی اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں"......

"..... اس کے علاوہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حفاظت اور نگرانی کا کام بھی بڑا اہم ہوتا ہے اور آجکل کے حالات کے لحاظ سے تو وہ اور بھی اہم ہو گیا ہے۔ پس میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جماعتیں موزون خدام کا انتخاب کر کے ان کے نام خدام الاحمدیہ کے دفتر مرکزیہ میں پیش کریں۔ تاکہ یہاں آنے پر ان کو حفاظت اور نگرانی کے کام پر لگایا جا سکے۔ مگر یہ شرط ہوگی کہ کوئی احمدی خادم ایسا نہ ہو جو پانچ سال پہلے کا احمدی نہ ہو یا کسی احمدی کی نسل میں سے نہ ہو اور پھر اس کی سفارش جماعت کا پریذیڈنٹ کرے۔ اور لکھے کہ یہ شخص اعتماد کے قابل ہے۔ اسے حفاظت کے کام پر لگایا جائے۔ اس غرض کے لئے کم سے کم پانچ سو والنٹیر ربوہ کا اور بیرونی جماعتوں کا ہونا چاہیئے......"

"..... اڑھائی سو خدام کراچی۔ راولپنڈی۔ لاہور۔ ملتان۔ پشاور۔ سیالکوٹ۔ شیخوپورہ۔ منٹگمری گوجرانوالہ۔ گجرات اور دوسری جماعتیں پیش کریں......"

"میں اس موقعہ پر خدام الاحمدیہ کو بھی تحریک کرتا ہوں کہ وہ اپنے نام بطور والنٹیرز دفتر خدام میں بھجوا دیں۔ اور یہاں کے خدام کو چاہیئے کہ وہ خود اپنے آپ کو حفاظت اور پہرہ کے لئے پیش کریں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان خدام کو ڈبل کام کرنا پڑے گا"......

"پس ایسے ہی نوجوان اپنے آپ کو پیش کریں۔ جو ہمت والے ہوں محنتی اور مستعد ہوں اور جوان ہوں۔ دن کو جلسہ گاہ اور سڑکوں پر پہرہ بھی دیں اور مہمان نوازی کے فرائض بھی سر انجام دیں۔ تین چار دن انہیں کام کرنا پڑے گا۔ اور یہ کوئی زیادہ عرصہ نہیں۔ اتنے دن اگر انسان کو چوبیس گھنٹے بھی جاگنا پڑے تو وہ جاگ سکتا ہے۔ بہرحال میں یہ سمجھتا ہوں کہ کام کو پورے طور پر چلانے کے لئے پانچ سو والنٹیر ضروری ہیں"......

"..... اگر کوئی چھوٹی جماعت پانچ خدام پیش کر سکتی ہے۔ تو وہ پانچ آدمی پیش کر دے۔ اگر کوئی دس خدام پیش کر سکتی ہے تو وہ دس پیش کر دے۔ ان کا کام حفاظت اور نگرانی اور پہرہ کی ڈیوٹی ادا کرنا اور مہمانوں کی خدمت کرنا ہوگا"......

باہر کی جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ فوری طور پر اپنے خدام کی تعداد سے دفتر مرکزیہ کو اطلاع دیں۔ کیونکہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے

مگر آدمی وہی ہوں جو کم سے کم پانچ سالہ احمدی ہوں۔ یا نسلی احمدی ہوں اور جن کے متعلق پریذیڈنٹ سیکرٹری اور زعیم تینوں اس بات کی تصدیق کریں کہ وہ ہر قسم کی قربانی اور محنت سے کام لیں گے اور کسی قسم کی غفلت سستی یا غداری کا ارتکاب نہیں کریں گے"۔

اعلان نکاح

عزیزم مرزا عبدالحق صاحب متعلم مولوی فاضل کلاس جامعہ احمدیہ پسر مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب گجراتی درویش قادیان کا نکاح محترمہ صفیہ سلطانہ صاحبہ بنت مرزا سراج الدین صاحب برانچ پوسٹ ماسٹر فتح پور ضلع گجرات سے تین صد روپیہ حق مہر پر میں نے فتح پور میں ۱۵ ...، کو پڑھایا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مبارک کرے۔ آمین (خاکسار ابو العطاء جالندھری)

آپ کی قیمت اخبار دسمبر ۱۹۵۱ء میں ختم ہے

قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر جلد ارسال فرمائیں۔ کہ اخبار باقاعدہ ارسال خدمت ہو سکے۔ جن احباب کی قیمت ۳۱ دسمبر ۱۹۵۱ء کو ختم ہو رہی ہے اگر ان کی طرف سے قیمت دسمبر کے اندر اندر موصول نہ ہوگی۔ ان کی خدمت میں اخبار روانہ نہیں ہو سکے گا

کئی احباب جلسہ سالانہ کے موقعہ پر رقم ادا کرنے کا وعدہ فرما لیتے ہیں۔ جلسہ کے موقعہ پر اگر انہوں نے رقم ادا نہ کی۔ اور دفتر میں رقم وصول نہ ہوئی۔ تو پرچہ نہ پہنچنے کی شکائیت درست نہ سمجھی جائے گی۔

درخواستہائے دعا

ہمشیرہ محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ بنت میاں معراج الدین صاحب بھاٹی دروازہ لاہور کی تقریب رخصتانہ ۱۶ دسمبر کو عمل میں آئی۔ آپ کا نکاح سید محمد سلیمان شاہ صاحب راولپنڈی سے قرار پایا ہے۔ دعا فرمائی جائے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ (امۃ اللطیف ہما)

بابو عبدالرحمن صاحب ریلوے کی اہلیہ صاحبہ عرصہ سے بیمار چلی آتی ہیں۔ اب بیماری نے تشویشناک صورت اختیار کر لی ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے صحت کاملہ جلد عطا فرمائے۔ اللھم آمین

(غلام محمد ثالث)

ربوہ عالمی جرائد۔ اخبارات اور مطبوعات کی نمائش

امسال جلسہ سالانہ پر شعبہ اطلاعات احمدیہ کراچی کے زیر اہتمام ربوہ میں ۲۵ دسمبر سے ایک عالمی جرائد اخبارات اور مطبوعات کی نمائش منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں پاکستانی جرائد اور اخبارات کے علاوہ حکومت پاکستان کا شعبہ اطلاعات اور کئی ایک غیر ملکی سفارت خانے حصہ لے رہے ہیں یہ نمائش ۲۵ دسمبر سے ۳۰ دسمبر تک رہے گی۔ جو احباب اس نمائش میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ نمائش کے ارگنائزر (ناظم) اور شعبہ اطلاعات احمدیہ کے ڈائرکٹر جناب "ناثیر احمدی" سے ملیں۔ یا خط و کتابت کریں۔

ربوہ میں احمدی تقاریب کی فلم

امسال جلسہ سالانہ پر منعقد ہونے والی اخبارات و جرائد کی عالمی نمائش کے موقعہ پر شعبہ اطلاعات احمدیہ نے ربوہ میں قادیان کے ۱۹۵۰ء کے جلسہ سالانہ اور کئی ایک فلموں کی نمائش کا انتظام کیا ہے۔ ٹکٹ شعبہ ہذا کے دفتر جو نمائش گاہ کے گیٹ پر ہوگا۔ مل سکیں گے۔

ربوہ میں احمدیہ عالمی صحافی کانفرنس

امسال جلسہ سالانہ کے موقع پر کل دنیا کے احمدی جرائد کے ایڈیٹرز۔ جرنلسٹوں اور پبلشرز کی سہ روزہ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے، جس میں دیگر مسائل کے علاوہ ایک کل دنیا کے احمدی ایڈیٹرز۔ جرنلسٹ اور پبلشرز کی انجمن بنانے پر بھی غور کیا جائے گا۔

نمائندگان کے وہ جرنلسٹ و پبلشرز جن کو ابھی تک دعوت نامے نہ مل سکے ہوں۔ کانفرنس کے کنوینر جناب تاثیر احمدی سے کانفرنس کے دفتر سے حاصل کر سکتے ہیں، جو کل دنیا کے جرائد۔ اخبارات اور مطبوعات کی نمائش گاہ کے گیٹ پر ہوگا۔

احباب سے ایک ضروری درخواست

رسالہ الفرقان کے سالانہ نمبر میں آثار قدیمہ کی شہادت کی بناء پر ایک نئے رنگ کا تحقیقی مضمون مع تصاویر شائع ہو رہا ہے اس تحقیق سے عیسائیوں کے اس دعوے کی بکلی تردید ہو جاتی ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام تینتیس سال کی عمر میں مصلوب ہو گئے تھے یہ رسالہ پادری اور محقق عیسائی صاحبان کو مفت بھیجا جا رہا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ اپنے علاقہ کے پادری صاحبان کے ایڈریس ارسال فرما دیں۔ مشرقی پاکستان اور ہندوستان کے احباب خاص طور پر توجہ فرما دیں۔ پادری صاحبان اس اعلان کو ملاحظہ فرما کر خود بھی اپنے پتہ سے مطلع فرما سکتے ہیں۔ (ایڈیٹر رسالہ الفرقان احمد نگر ربوہ ضلع جھنگ)

جملہ تجّار و صناع حضرات متوجہ ہوں

جماعت احمدیہ کے جملہ تجار و صناع اصحاب کی تنظیم کے سلسلہ میں آپ سے التماس ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر دفتر وکالت تجارت میں تشریف لا کر اپنے نام، پتہ اور کاروبار سے متعلق کوائف سے اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

دفتر وکالت تجارت آپ کے تعاون اور تعارف کے لئے جلسہ سالانہ کے فارغ اوقات میں دفاتر تحریک جدید کے احاطہ میں کھلا رہے گا۔

(وکیل التجارت تحریک جدید انجمن احمدیہ)

لاہور کے خدام!

لاہور کے تمام خدام جو جلسہ سالانہ پر تشریف لے جا رہے ہیں۔ وہ ۲۶ دسمبر کو صبح سات بجے جلسہ گاہ کی سٹیج پر پہنچ جائیں۔ تاکہ لوائے احمدیت کے پہرہ میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کریں۔

قائد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور

یومیہ یا مشعل راہ ۱۹۵۲ء

خدا کے فضل سے یومیہ ڈائری، نہایت خوبصورت رنگین اور دو ٹائپ میں چھپ کر تیار ہو چکی ہے جس میں مشرقی۔ مغربی و بیرون پاکستان کی جملہ جماعت ہائے احمدیہ کے امراء و صدر صاحبان کے پتے مشہور تاریخیں۔ قواعد محکمہ ڈاک و تار پاکستان۔ مختلف ممالک کے ساتھ ہوائی ڈاک کی شرح۔ یومیہ حساب تنخواہ و کرایہ مکان

یومیہ ایام جلسہ میں دفتر نشر و اشاعت سے مل سکے گا بصرف جماعت کے عہدہ دار ہی خرید سکتے ہیں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ)

بقیہ خطبہ صفحہ اول

تین چار دوست جو اپنی اپنی جگہ کے بہت ہی اہم احمدی تھے۔ فوت ہوئے ہیں۔ چنانچہ آج ہی خبر آئی ہے کہ گوات میں ملک برکت علی صاحب جو پرانے احمدی تھے اور کسی زمانے میں وہاں کے امیر جماعت تھے۔ فوت ہو گئے ہیں۔ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم ان کے لڑکے ہیں۔ دوسری اطلاع یہ آئی ہے۔ کہ مردان کے ایک احمدی خان یعقوب خان صاحب وکیل جو وہاں کی جماعت کے ستون تھے۔ اور اخلاص میں خاصی ترقی کر رہے تھے۔ تین چار دن ہوئے پشاور آئے۔ وہاں مچھلی کا عام رواج ہے۔ انہوں نے مچھلی کھائی اور بے احتیاطی سے اس کے بعد پانی پی لیا۔ جس کی وجہ سے اسہال شروع ہو گئے۔ اور وہ فوت ہو گئے۔

چودھری ابوالہاشم صاحب مرحوم کے داماد شمس الدین صاحب کے والد مولوی محمد یاسین صاحب ضلع پبنہ بنگال میں فوت ہو گئے ہیں۔ مرحوم بہت اخلاص والے تھے۔ اور اپنی جماعت کے اہم رکن تھے۔

ایک جنازہ چودھری خیر احمد صاحب نائب وکیل المال کے والد حافظ عبدالعزیز صاحب کا ہے۔ جو سیالکوٹ میں فوت ہوئے۔ ان کی بیعت ۱۹۰۶ء کی تھی۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں ان کا جنازہ پڑھا چکا ہوں۔ لیکن چونکہ پوری طرح یاد نہیں۔ اس لئے میں ان کا جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔

مولوی امیر الدین صاحب جو پروفیسر علی احمد صاحب کے حقیقی بھائی تھے۔ جگا ڈلی ضلع بھاگلپور میں فوت ہو گئے ہیں۔ اسی طرح مولوی خیر الدین صاحب مہاجر قادیان حال راہوالی ضلع گوجرانوالہ کی اہلیہ چراغ بی بی صاحبہ فوت ہو گئی ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ اور ان کی بیعت ۱۹۰۶ء کی تھی

یہ چھ جنازے ہیں۔ جو میں نماز جمعہ کے بعد پڑھاؤں گا۔ ان میں سے تین چار دوست ایسے ہیں۔ جو صحابی تھے۔ اور اپنی اپنی جگہ پر جماعت کے اہم رکن تھے۔